نمبر ۱۳۵ رجسٹرڈ ایل

غلام احمد قادیانی

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار — فی پرچہ تین پیسے — قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۵؎ ششماہی للعہ سہ ماہی عا

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۵۶ — مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۲۵ء — یوم پنجشنبہ — مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ — جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں۔ آج (۱۰ نومبر) صبح سر درد کا دورہ ہوا۔ مگر خدا کے فضل سے جلدی رک گیا ؏

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیریت ہے، جلسہ سالانہ کے لئے مقامی چندہ کی تعداد دو ہزار تک پہنچ گئی ہے ؏

گذشتہ دنوں میں حسب ذیل مہمان تشریف لائے:۔ غلام محی الدین صاحب رئیس برادر نیک محمد صاحب افغان علاقہ غزنی سے۔ میاں لعل الدین صاحب سٹوڈنٹ میڈیکل کالج لاہور سے۔ محمد دین صاحب۔ انور خان صاحب فیروز الدین صاحب۔ محمد خان صاحب میڈیکل سکول امرتسر سے۔ مولوی غوث محمد صاحب سعد اللہ پور ضلع گجرات سے۔ علی احمد صاحب ٹھیکیدار بنوں سے غلام محمد صاحب امرتسر سے۔ ملک مولا بخش صاحب ریڈر سشن کورٹ حصار سے۔ عبد الغنی صاحب بجنور سے۔ حکم الدین صاحب چکوال ضلع جہلم سے محمد حنیف صاحب مونگھیر سے۔ شاہ ولی اللہ صاحب علاقہ پشاور سے

چاہ کن را چاہ در پیش

خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں

مرا ز مرگ عدو جائے شادمانی نیست
کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

موت ابنائے آدم کے لئے پیدائش کے بعد موت اور موت کے بعد [illegible] کی موت محض اپنے محبوب کے ملنے کا ایک دروازہ اور ابد الآباد کی زندگی کا ایک باب ہے۔ اسی لئے حضرت باوا نانک علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ع

جس مرنے توں جگ ڈرے میرے من آنند

یہ موت صدیقوں۔ شہیدوں۔ صالحین اور انبیاء کی موت ہے، مگر ایک اور موت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کسی شخص کو دنیا میں زیادہ گناہ کرنے سے بچانے اور مخلوق کو اس کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے دیتا ہے۔ یہ موت پہلی موت کے برعکس راستبازوں کے اعداء کو آتی ہے۔ تاریخ کے صفحات پر دونوں قسم کا ریکارڈ موجود ہے۔ اور اس زمانہ میں اس کا اعادہ ہوا ہے۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کے ساتھ دنیا کو کہا گیا ؎

زندہ شد ہر نبی بآمدنم ؏ ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

اس زندگی کے ساتھ موت آئی۔ اور نیا آسمان اور نئی زمین بنی۔ خدا بولا۔ آسمان کے دروازے کھلے۔ نشانات کی بارش ہوئی۔ کوئی موسیٰ کے ساتھ ہو کر قائم [illegible] فرعون اور غرق۔ ایک تازہ مثال سنئے:۔

عبرت خیز واقعہ لنکا اور شمالی ہند کا قدیم تعلق ہے۔ اور رام اور راون کی جنگ تاریخ ہند میں حق و باطل کے تصادم کا ایک نقش بر دل ہونے والی مثال ہے۔ اس لنکا میں خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کے خدام کی ایک جماعت ہے۔ اس غریب جماعت کی دل آزاری و ایذا دہی میں اسلام کے دشمن مسلمان ہمیشہ سے ساعی رہے ہیں۔ مگر سلسلہ مظالم کی انتہاء کے لئے سیلون انڈیپنڈنٹ کی ۱۷ اکتوبر کی اشاعت سے [illegible] ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

"آنریبل مسٹر محمد سلطان (ممبر مجلس واضع قانون سیلون) کی زیر صدارت مسلمانوں کا ایک جلسہ عام ہوا۔ اور مفصلہ ذیل ریزولیوشنز پاس ہوئے (۱) احمدی کافر ہیں (۲) سچے مسلمان احمدیوں سے ہر معاملہ میں پرہیز کریں (۳) گورنمنٹ کو اطلاع دی جائے کہ احمدیوں کو مسلمان تصور نہ کیا جائے (۴) احمدیوں کو مساجد میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔"

جہاں خدا سے ڈرنے والے لوگ یہ کہیں گے۔ کہ اس زمانہ کے مسلمانوں نے یہودیوں سے بھی آگے قدم رکھا ہے اور کہ سیلون کے مسلمان اپنے دیوبندی و بہاری و میسوری بھائیوں سے (جن کے نامہ اعمال کا ذکر الفضل میں شائع ہوتا رہتا ہے) کچھ کم نہیں رہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ دیکھئے۔ وہ کس طرح بے کسوں کی مدد کرتا اور ظالم کو سزا دیتا ہے۔

محولہ بالا ریزولیوشنز ۷ اکتوبر کے سیلون انڈیپنڈنٹ میں شائع ہوئے ہیں۔ اور جب آنریبل محمد سلطان کے نام سے احمدیوں کی ایذا دہی کے منصوبے ہو رہے تھے۔ اسی وقت دست قضا و قدر اس نام کو مٹا رہا تھا۔ جو خدا کی پاک جماعت احمدیہ کی تخریب کے درپے ہوا۔ اب ملاحظہ ہو کہ سیلون کا Morning Leader نامی اخبار اپنی ۹ اکتوبر کی اشاعت میں کیا لکھتا ہے:-

"آنریبل مسٹر محمد سلطان کی اچانک موت کی خبر سے ہندوستانیوں کو خصوصیت سے اور عوام الناس کو بالعموم افسوس ہوگا۔ اس امر میں شمہ بھر وہم وگمان بھی نہ ہو سکتا تھا کہ ان کا نخل زندگی اس قدر جلدی کاٹ دیا جائے گا۔ اور حقیقت تو یہ ہے۔ کہ ان کی علالت کا بھی اس وقت تک علم نہ تھا۔ کہ جب ۷ اکتوبر بروز ہفتہ ان کے نمونیہ سے بیمار ہو جانے کی خبر آئی۔"

یہ شخص اپنے زعم میں احمدیت کا خاتمہ کر کے ہندوستان کی سیر کو چل پڑا تھا۔ فرشتہ اجل نے ان لوگوں کو سبق دینے کے لئے جو خدا کے مقرر کردہ سلسلہ کی بیخ کنی کرنا چاہتے ہیں اُسے چن لیا۔ اور قبض روح کر کے کہا۔ فتدبروا یا اولی الابصار

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

(نیرّ)

جماعت احمدیہ بھاگلپور کا جلسہ

انجمن احمدیہ بھاگلپور کا سالانہ جلسہ ۱۸ و ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو منعقد ہوا۔ اس جلسہ سے پہلے یہاں کی آریہ سماج نے اپنے جلسے کئی دن تک کئے اور ان میں حسب دستور اسلام اور بانیٔ اسلام پر نہایت ریذ دہنی سے ناپاک شناپ اعتراضات کئے۔ مسلمانوں کو انہوں نے مدعو نہیں کیا تھا۔ پھر بھی شہر کے چند مسلمان ان کے جلسوں میں شریک ہوئے۔ جماعت احمدیہ نے جناب مولانا حکیم خلیل احمد صاحب کو تار دیکر مونگھیر سے بلایا۔ ان کی تقریریں خلیفہ باغ کی مسجد اور محلہ سرائے کی مسجد میں ہوئیں۔ اس طرح غیر احمدی مسلمانوں کی ہمدردی ہم لوگوں کے ساتھ ہو گئی۔ اور جہاں یہ حالت تھی کہ ہمارے جلسوں میں وہ بالکل نہیں آتے تھے۔ دونوں دن کے اجلاس میں وہ خاصی تعداد میں شریک ہوئے۔ اور ع۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد والا معاملہ ظہور میں آیا۔

جلسہ اخی المکرم مولوی اختر علی صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس کے مکان کے سامنے ایک وسیع میدان میں جو ان کی ملکیت ہے۔ ہوا۔ جلسہ گاہ کو شامیانہ اور جھنڈیوں اور خوشنما گلدستوں سے آراستہ کیا گیا۔ اور مغربی مشرقی دروازوں کی محرابوں پر "مرحبا" "انجمن احمدیہ بھاگلپور کا سالانہ جلسہ" "سلام علیکم طبتم فادخلوھا" کے فقرے جلی قلم سے لکھ کر آویزاں کئے گئے۔ اعلان پوسٹروں و ہینڈبلوں (اردو و ہندی) و ڈھونڈورہ و دعوتی کارڈوں کے ذریعہ کیا گیا۔ مسلمانوں۔ ہندوؤں آریوں۔ برہموؤں اور عیسائیوں کو شرکت کی دعوت دی گئی۔

جلسہ کا وقت ہر دو روز ۶ ½ بجے شام سے ۱۰ ½ بجے رات تک رہا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر طبقہ اور ہر مذہب و ملت کے لوگ آئے۔ اور نہایت خموشی اور سکون کے ساتھ تقریریں سنتے رہے۔ پہلے دن سامعین کی تعداد ڈھائی اور تین سو کے درمیان تھی۔ اور دوسرے دن ساڑھے تین سو اور چار سو کے درمیان۔ نہایت افسوس ہے کہ وفد مبلغین جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے ایک فوری تار کی بنا پر عین وقت پر ملتوی ہو گیا۔ یہاں اعلان ہو چکا تھا۔ تیاریاں مکمل تھیں التوائے جلسہ کا موقع بالکل نہ تھا۔ اس لئے دوبارہ جناب حکیم خلیل احمد صاحب کو تکلیف دینی پڑی۔ اگر شہر میں ہیضہ وبائی صورت میں پھیلا ہوا نہ ہوتا۔ تو امید تھی۔ کہ بہت زیادہ تعداد میں لوگ آتے۔ بہر کیف پہلے دن زیر صدارت حضرت مولانا عبد الماجد صاحب مدظلہ العالی امیر جماعت احمدیہ بھاگلپور کارروائی [illegible] بجے شروع ہوئی [illegible] تلاوت قرآن مجید و نظم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت مولانا ممدوح نے ایک نہایت مؤثر اور دلکش تقریر "اسلام امن اور آشتی کا مذہب ہے" پر فرمائی۔ جس کا ایک خاص اثر سامعین پر ہوا۔ آپ نے اثنار تقریر میں سلسلہ احمدیہ کو بھی پیش کیا۔ بعدازاں مولوی سید محمد ظریف صاحب ایم اے۔ بی۔ ایل (احمدی) وکیل مونگھیر نے "قوم کی ترقی اور تنزل کے اسباب" پر ایک مدلل خطبہ دیا۔ پھر جناب مولانا حکیم خلیل احمد صاحب کی تقریر "اسلامی جنگوں" پر شروع ہوئی۔ اور لوگ محویت کے عالم میں آپ کی تقریر سنتے رہے۔ آپ نے نہایت واضح طور پر بتایا کہ اسلام نے کن مجبوریوں کے ماتحت تلوار ہاتھ میں لی۔ اور تلوار ہاتھ میں لینے کے بعد بھی کس اعتدال اور احتیاط کے ساتھ اسے استعمال کیا۔ ساڑھے دس بجے شب کے پہلا اجلاس ختم ہوا۔

دوسرا اجلاس ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو ۶ ½ بجے تلاوت قرآن مجید و نظم سے شروع ہوا۔ مولوی عبد الحی صاحب نے اپنی تقریر "زندہ مذہب" پر شروع کی۔ آپ کی تقریر نہایت مدلل و حکیمانہ و عام فہم تھی۔ سلسلہ کو آپ نے نہایت دانائی سے پیش کیا۔ اس کے بعد مختصر سی تقریر کر کے حضرت امیر جماعت احمدیہ مدظلہ نے جو اس اجلاس کے بھی صدر نشین تھے۔ خاکسار سیکرٹری کو حکم دیا کہ اپنی رپورٹ سنائے۔ چنانچہ اس نے رپورٹ سنائی۔ جس میں ایک مختصر تاریخ بھاگلپور میں اشاعت احمدیت کی اور گذشتہ سال کی کارروائیوں کا ایک خاکہ بتایا۔ اس کے بعد جناب مولانا حکیم خلیل احمد صاحب نے اپنی تقریر جو پہلے دن ادھوری رہ گئی تھی۔ تمام کی۔ یہ تقریر نہایت توجہ اور دلبستگی سے سنی گئی۔ سامعین اور گورنمنٹ اور جماعت کے رہنما کاروں کے شکریہ کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

خاکسار علی احمد ایم اے جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ بھاگلپور

مستعمل پارچات کے متعلق ضروری اعلان

مجلس مشاورت کے فیصلہ کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی منظوری کے بعد خاکسار نے تمام ان لوگوں کے لئے جو معذور ہوں یا بہت بوڑھے ہوں۔ اور کوئی ان کا پُرسان حال نہ ہو۔ دار الشیوخ نام شاخ کھولکر اُن کو ایک جگہ رہائش کے لئے جمع کیا ہے۔ ان کے کھانے کا انتظام تو خدا کے فضل و کرم سے باحسن وجوہ ہو گیا ہے مگر ضروری پارچات کا کوئی انتظام نہیں۔ اور موسم سرما آگیا ہے اور بیچاروں کو تکلیف کا سامنا ہے۔ اس وقت پندرہ کے قریب بھائی دار الشیوخ سے متعلق ہیں۔ میں ان کے متعلق تمام احمدی احباب کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں۔ کہ وہ مندرجہ ذیل پارچات خواہ مستعمل ہوں یا غیر مستعمل ارسال فرمائیں۔

(۱) کمبل فی کس کم سے کم تین (۲) گرم کرتے دو دو عدد فی کس (۳) گرم پاجامہ ایک ایک عدد فی کس (۴) کھنڈے جوڑے فی کس ایک ایک عدد (۵) پگڑی فی کس ایک ایک (۶) گرم کوٹ فی کس ایک ایک (۷) گرم بنیان فی کس ایک ایک (۸) دری فی کس ایک ایک۔

(نوٹ) یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ اقل تعداد کپڑوں کی ہے۔ نیز یہ بھی خیال رہنا چاہیئے کہ بوڑھوں اور مریضوں کو سردی زیادہ ستایا کرتی ہے۔ والسلام۔ سید محمد اسحٰق۔ ناظر ضیافت قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

یوم پنجشنبہ - قادیان دارالامان - ۱۲ نومبر ۱۹۲۵ء

اخراجاتِ جلسہ سالانہ فوراً مہیا کئے جائیں

احباب کرام اخراجات جلسہ سالانہ کے متعلق ناظر صاحب ضیافت کا اپیل جو ایک گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے۔ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ضروریات جلسہ کی فہرست بھی پڑھ چکے ہیں۔ چونکہ بعض دفتری اور انتظامی وجوہات سے اس اعلان کی اشاعت میں پہلے ہی بہت زیادہ دیر ہو چکی ہے۔ اس لئے اب ایک لمحہ بھی ایسا نہیں۔ کہ اس کی طرف سے تغافل کیا جائے پس تمام جماعت ہائے احمدیہ اور ہر ایک احمدی کو چاہیئے۔ کہ اس مقدس اور مبارک کام میں جس قدر ممکن ہے حصہ لے سکتا ہو۔ اس کی نہ صرف اطلاع دفتر بیت المال میں بھیجدے بلکہ موعودہ اشیاء یا رقم بھی ارسال فرمائے۔ تاکہ منتظمین جلسہ اس تھوڑے سے عرصہ میں دوڑ دھوپ اور بے صبری کے ساتھ ضروریات مہیا کر سکیں ؛

مرکزی حالات سے واقفیت رکھنے والے اصحاب خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ یہاں کسی چیز کا بھی ذخیرہ موجود نہیں ہے اور ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز بیرونجات سے لانی پڑتی ہے۔ ایسی صورت میں ایک عظیم الشان اجتماع کی ضروریات کا مہیا کرنا ایک کافی عرصہ کا متقاضی ہوتا ہے۔ لیکن اب چونکہ وقت بہت ہی قلیل ہے۔ اس لئے اگر ہاتھ میں روپیہ بھی نہ ہو۔ تو احباب اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ کس قدر مشکلات کا سامنا ہو گا۔ پس احباب کرام کو جلد سے جلد اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تازہ خطبہ جمعہ میں جو اسی اخبار میں دوسری جگہ درج ہے۔ جماعت کو اخراجات جلسہ کی تحریک کرتے ہوئے مرکزی جماعت کو یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اسے کم از کم جلسہ کے کل اخراجات کا جن کا اندازہ سولہ ہزار کے قریب لگایا گیا ہے۔ چوتھا حصہ مہیا کرنا چاہیئے۔ جو چار ہزار بنتا ہے۔ حضور کے ارشاد کے معاً بعد اصحاب صفہ نے اس کی تعمیل کی کوشش شروع کر دی ہے اگرچہ اہل قادیان کے ذرائع آمدنی بہت محدود ہیں۔ اور جو سلسلہ کے کارکن ہیں۔ انہیں روپیہ کی قلت کی وجہ سے کئی کئی ماہ کی تنخواہیں بھی نہیں ملیں۔ لیکن ہمیں خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم سے امید ہے۔ کہ وہ مرکز کے غریب مگر دل کے غنی اصحاب کو توفیق دے گا۔ کہ اپنے امام کے حکم کو پورا کرنے کی سعادت حاصل کر سکیں۔ اور جب مرکزی جماعت نے کل اخراجات کا ایک چوتھائی حصہ مہیا کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ تو بقیہ رقم بیرونی جماعتوں کے لئے اس قدر قلیل رہ جاتی ہے کہ جسے زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ میں جمع ہو جانا چاہیئے۔ ایک تو اس لئے کہ وقت بہت کم ہے اور انتظام بہت بڑا۔ اور دوسرے اس لئے بھی کہ جب قادیان کی غریب جماعت کل اخراجات کا چوتھا حصہ جلد سے جلد مہیا کرنے کا ذمہ لے سکتی ہے۔ تو بیرونی جماعتیں کیوں فوری طور پر بقیہ اخراجات مہیا نہیں کر سکتیں ؛

جس طرح خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا سالانہ اجتماع دینی اور دنیوی فوائد کے لحاظ سے اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اسی طرح ظاہری انتظامات کے لحاظ سے بھی بالکل الگ چیز ہے۔ اور سالہا سال کے تجربہ کی بناء پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ جماعت کے افراد کسی نہ کسی رنگ میں انصرام جلسہ میں حصہ لینا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم سمجھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آنے والے جلسہ کو کامیاب بنانے کا موقعہ جن اصحاب کو عطا کیا ہے۔ وہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں گے۔ اور اس ضیافت عظیمہ کی تیاری میں شریک ہو کر ثواب حاصل کرینگے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود مقرر فرمائی ہو۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ بیرونی احباب میں سے اہل ثروت حضرات کو خاص طور پر اخراجات جلسہ یا ضروریات جلسہ مہیا کرنے کے لئے فوراً توجہ فرمانی چاہیئے۔ تاکہ جلد سے جلد انتظام مکمل ہو سکے۔ ہاں دوسرے اصحاب بھی اس کار خیر میں جس قدر حصہ لے سکیں۔ انہیں لینا چاہیئے مگر جلدی۔ کیونکہ ضرورت فوری ہے۔ اور معمولی سا توقف اور دیر بھی انتظام میں حرج ڈال سکتی ہے ناظرین اخبار کو چاہیئے۔ کہ تمام اصحاب کو اس تحریک سے جلد سے جلد مطلع کر دیں۔ اور کارکن اصحاب کو معمولی چندہ جلسہ سالانہ کا کام فوراً شروع کر دینا چاہیئے۔ امید ہے احباب اس کام میں اب ذرا بھی توقف نہ کرینگے ؛

ترکوں کی عقل پر پردہ

قسطنطنیہ کا ایک تازہ تار اخبارات میں شائع ہوا ہے جسے بعض مسلمان اخبارات نے تو اپنے کالموں میں جگہ ہی نہیں دی اور بعض نے اس کا پورا ترجمہ شائع کرنے کی جرأت نہیں کی۔ البتہ اخبار "ریاست" (۵ نومبر) نے پورا ترجمہ دیا ہے۔ جو اسی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:-

"قسطنطنیہ یکم نومبر۔ جمہوریہ ترکیہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ تھا کہ قیام جمہوریہ کا سالانہ جشن انگورہ میں ایک محفل رقص و سرود کے ساتھ منایا گیا۔ یہ محفل صدر جمہوریہ کی طرف سے تھی۔ جمعیتہ سفراء ارکان و عمائدین حکومت وغیرہ بھی شریک بزم تھے۔ مصطفےٰ کمال پاشا نے مہمانوں کو ترکی رقص کے لئے مدعو کیا۔ اور ترکی خواتین سے کہا کہ بس اب نقاب دور کر دیجئے۔ چنانچہ نقاب دور کر دیئے گئے۔ اور صبح تک تا تا تھیا ہوتی رہی"

اہل یورپ کے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اور نہ ان لوگوں کے لئے ہے۔ جو اہل یورپ کی ہر بات میں تقلید کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ تہذیب و شرافت سے کتنی ہی بعید ہو۔ مگر ان مسلمانوں کے لئے نہایت ہی رنج و الم کا باعث ہو گی۔ جو پاشائے موصوف کو مجدد دین اور محافظ اسلام سمجھ بیٹھے تھے۔ اب ان پر واضح ہو گیا ہو گا کہ انتظام ملکی کے لحاظ سے پاشائے موصوف خواہ کس قدر قابلیت رکھتے ہوں۔ لیکن اسلام سے وہ ویسے ہی بے بہرہ اور ناواقف ہیں۔ جیسے عام مسلمان۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ۔ کیونکہ چند روزہ حکومت مل جانے کی وجہ سے جن افعال قبیحہ کے مرتکب ہو کر وہ اسلام کی بدنامی اور تذلیل کا باعث ہو رہے ہیں۔ ان میں عوام ملوث نہیں ہو سکتے ؛

ترک اور اسلام

اخبار "تنظیم" (۷ نومبر) نے اس خبر کو "رائٹر کا پروپیگنڈا" قرار دیکر اس کے درست ہونے پر زور دیا ہے۔ اور ثبوت میں غازی فخری پاشا سفیر ترکی متعینہ کابل کے یہ الفاظ پیش کئے۔ جو انہوں نے حال ہی میں اسلامیہ کالج لاہور میں تقریر کرتے ہوئے کہے کہ:-

"ہم نے کسی مغربی اثر یا غیر اسلامی تعلیم سے معراج کمال حاصل نہیں کی۔ بلکہ ہم نے ترقی کے تمام مراحل اسلام پر عمل پیرا ہو کر حاصل کئے ہیں"

"تنظیم" نے یہ صفائی غالباً اس لئے پیش کی ہے کہ اُسے آج

چند دن قبل جب ہم نے پوچھا تھا کہ "کہاں ہے مسلمانوں کی خلافت" تو اُسے "مسلمانوں کی خلافت جمہوریہ عالیہ ترکیہ کے اقتدار کے پس پردہ چھپی ہوئی" نظر آئی تھی۔ جسے "غازی اعظم" مصطفےٰ کمال پاشا نے اپنی آستین میں چھپا رکھا تھا۔ ورنہ سفیر ٹرکی فخری پاشا صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ اس بات کی تردید میں نہ پیش کئے جاتے۔ کہ "غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے ایکسنا ٹ میں شریک ہو کر مستورات کے برقعے جبراً اتروا دیئے" کیونکہ سفیر صاحب موصوف کی اپنی یہ حالت ہے۔ کہ وہ اپنی اہلیہ کو پردہ نہیں کراتے۔ جیسا کہ "ریاست" ۹ر نومبر نے لکھا ہے:۔

"اسلامیہ کالج میں تقریر کرنے کے بعد آپ امرتسر تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے موٹر میں شام کے وقت بازاروں کی سیر کا لطف اُٹھایا۔ آپ کی بیگم صاحبہ آپ کے ساتھ ہیں۔ اور پردہ نہیں کرتیں"۔

ان حالات میں بھی کیا مسلمانان ہندیہی خیال کئے بیٹھے رہینگے کہ اسلام کی حفاظت ترک کر رہے ہیں۔ یا وہ کر سکتے ہیں۔ اور کسی ایسے انسان کی ضرورت نہیں ہے۔ جسے خدا تعالیٰ حفاظت اور اشاعت اسلام کے لئے مامور کرے ؎

ایڈیٹر صاحب "الفقیہ" سے بدسلوکی

اسوقت تک مختلف مقامات میں اہل سنت لوگوں کے پٹنے کے واقعات ہو چکے ہیں۔ بمبئی میں اسی فرقہ کے لوگوں کو زدو کوب کیا گیا۔ لاہور میں مولوی دیدار علی صاحب کے لڑکے پر خطرناک حملہ کیا گیا۔ اب امرتسر میں ایڈیٹر صاحب الفقیہ کے ساتھ بدسلوکی کی گئی ہے۔ چنانچہ ایڈیٹر صاحب موصوف کو سر بازار دو دفعہ کھڑا کر دو تھپڑ مارے گئے۔ اور گندی گالیاں دی گئی ہیں۔ اس قسم کے واقعات نجدیوں کے حامیتوں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں ایسے لوگ خواہ کوئی ہوں۔ ان کی ایسی حرکات نہایت ہی افسوسناک ہیں مسلمانوں کو ان لوگوں کی پُرزور مذمت کرنی چاہیئے۔ جو اختلاف رائے کی وجہ سے وحشت اور درندگی پر اُتر آتے ہیں۔ ایڈیٹر صاحب "الفقیہ" کا بیان ہے کہ "یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے۔ مولوی ثناء اللہ وہابی اور عطاء اللہ خلافتی کی تقریروں اور خفیہ کارروائیوں کا نتیجہ ہے"۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو افسوس ہے۔ ان پر جو مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر تماشہ دیکھ رہے ہیں۔

اگر وہ لوگ جو اپنے گروہ میں اثر اور رسوخ رکھتے ہیں ایسے واقعات پر اسی طرح خموش رہے۔ جس طرح اب تک ہیں۔ اور اس طرح اپنی رضامندی اور خوشنودی کا یقین دلاتے رہے۔ تو خطرہ ہے کہ دوسرا فریق بھی تشدد پر اُتر آئے اور مسلمان جگہ جگہ لڑائی جھگڑے کر کے اپنے ہاتھوں اپنی خاک اُڑانا شروع کر دیں ؎

اینٹ کا جواب پتھر

پچھلے دنوں جناب مولوی ظفر علی صاحب نے نثر و نظم میں جماعت احمدیہ کے خلاف جس قدر درشت کلامی اور بیہودہ سرائی سے کام لیا تھا۔ اس کا ہم نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ کیونکہ شرافت کا یہی تقاضا تھا۔ لیکن مولوی صاحب نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر جب یہی روش ان لوگوں کے خلاف اختیار کرنی چاہی۔ جو نجدیوں کے مخالف ہیں۔ اور ایک ہی نظم شائع کی۔ تو ان کی طرف سے ایسا منہ توڑ جواب دیا گیا ہے۔ کہ جو انہیں ساری عمر یاد رہے گا۔

مولوی صاحب کی نظم کے جواب میں ایک خاص مشاعرہ منعقد کیا گیا۔ جس میں متعدد شعراء نے اپنی طبع کے جوہر دکھائے اور جس طرح مولوی صاحب نے اپنے مخالفین کی نام بنام ہجو کی تھی۔ اسی طرح ان کے ساتھ ان کے ہم خیالوں کا بھی ذکر کیا گیا۔ ان نظموں میں سے جو روزانہ اخبار رسالت ۳۱ر اکتوبر میں شائع ہوئی ہیں۔ چند شعر بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں

مولوی ظفر علی صاحب سے خطاب ہے:۔

کوئی کہتا ہے مداری اسکو اور کوئی لہاں
مَیں یہ کہتا ہوں کہیں یہ "آخر" اتائی نہ ہو
ہوتا ہے ابلیس کی صورت پہ اکثر یہ گمان
یہ کہیں مسٹر ظفر کے باپ کا بھائی نہ ہو
سُنیوں سے یہ اُلجھتا کیوں ہے تیرا اے ظفر
سر میں خارش ہو نہ تیرے چاند کھجلائی نہ ہو

مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیتہ العلماء اور مولوی سعید احمد صاحب ناظم جمعیتہ العلماء کا ذکر ہے:۔

ہیں کفایت اور سعید احمد شرافت سے دو دُور
اک مناراں میں نہ ہو اور دوسرا اتائی نہ ہو

مولوی ثناء اللہ صاحب مخاطب ہیں:۔

صوفیا و اولیا کی شان میں گستاخیاں
اے ثناء اللہ تری شامت کہیں آئی نہ ہو
نام ہے شیطان جس کا جسکو کہتے ہیں خبیث
اے ثناء اللہ میاں وہ آپ کا بھائی نہ ہو

اس قسم کے طرز خطاب سے آگاہ ہو کر اُمید ہے۔ مولوی ظفر علی صاحب اور ان کے ساتھی سمجھ جائینگے کہ انہیں اینٹ کا جواب پتھر سے دینے والے بھی ایک دو نہیں۔ بلکہ بیسیوں موجود ہیں۔ اور آیندہ وہ تحریر و تقریر میں شرافت اور تہذیب سے کام لیا کرینگے۔ اور شیش محل میں بیٹھ کر دوسروں پر سنگ باری اپنا شیوہ نہ بنائیں گے ؎

چودھویں صدی ۱۴۰۰ کے مولوی

اس کالم میں ایک سے زیادہ مرتبہ "جمعیۃ العلماء ہند" کے "مقدس" ارکان اور ان کے اخبار کا جسے انہوں نے "ملّتِ بیضا کا سچا خادم" ہونے کا خودساختہ خطاب دے رکھا ہے۔ ذکر آچکا ہے۔ آج میں اسی اخبار کی ایک اور خصوصیت سے ناظرین کرام کو آگاہ کرتا ہوں ؎

کچھ عرصہ ہوا جمعیۃ علماء کے اس "واحد ترجمان" نے اعلان کیا تھا کہ نوجوان اور خوبصورت لڑکیوں کے فوٹو اس کے دفتر میں بھیجے جائیں اس پر جب الفضل میں نوٹس لیا گیا۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ اس شرمناک اعلان پر تو اظہار ندامت و شرمندگی نہ کیا گیا۔ لیکن یہ اعلان کر دیا گیا کہ آیندہ اخبار میں ایسے اشتہار شائع نہ ہونگے۔ جن میں تصاویر ہونگی ؎

مگر کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیئے۔ کہ تصویروں کو ناجائز سمجھکر یہ اعلان کیا گیا ہے۔ بلکہ اس کی وجہ یہ سمجھنی چاہیئے۔ کہ چونکہ اس دلّی والی جمعیۃ علماء کی طبع نازک بھدی اور بے ڈول اشتہاری تصاویر کے بار گراں کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ نوجوان خوبصورت لڑکیوں کے فوٹو دیکھنے کی شائق ہے۔ اس لئے یہ اعلان کیا گیا ہے۔ ورنہ اس کے اخبار میں آئے دن جو خلاف تہذیب اور مخرب اخلاق اعلان ہوتے رہتے ہیں۔ انہیں کیوں نہیں روک دیا جاتا ؎

مَیں یہاں ان اعلانات کے تشریحی الفاظ نقل کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ جو نہایت ہی فحش اور گندے ہیں۔ اور صرف ان کے عنوان درج کرتا ہوں۔ مثلاً "طلائے عیش" "سُستی و نامردی کی نو ایجاد دوا" "مرد و عورت کی خفیہ جنگ" "تعویذ محبت" "طلائے اکبر" وغیرہ وغیرہ۔ یہ عنوان بقلم جلی لکھ کر ان کی تشریح و توضیح میں ایسے ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جو فحش کی آخری حد سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں ؎

اس کے متعلق میں صرف اتنا دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ "جمعیۃ" جو معشوق کو قابو کرنے کے لئے تعویذ محبت کا اعلان کرتی ہو۔ جو جذبات شہوانی کو بھڑکانے اور انہیں اضافہ کرنے کی ادویات کے اشتہار شائع کرتی ہو۔ جو نفس کے بندوں کو نفس پرستی اور عیش کوشی کے لئے شرم و حیا سے عاری الفاظ میں تحریک کرتی ہو۔ وہ "علماء کی جمعیت" کہلانے کا کیونکر استحقاق رکھتی ہے۔ کیا اس لئے کہ اس زمانہ کے علماء کی تعریف مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمائی ہے۔

شَرٌّ مَن تحت أديم السماء ؎

237

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

لن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا

ہر چہ داری خرچ کن در راہِ او

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار	جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب	کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اسے دے چکے مال و جاں بار بار	ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے	وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

(حضرت مسیح موعودؑ)

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ

فرمودہ ۶ر نومبر ۱۹۲۵ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

لن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا مما تحبون ط وما تنفقوا من شیءٍ فان اللہ بہٖ علیم ؕ

تحریک جلسہ کی وجہ سے مضمون میں تبدیلی

میرا منشاء تو آج اسی مضمون کے متعلق تقریر کرنے کا تھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاموں کے متعلق شروع کیا ہوا ہے۔ لیکن ابھی ابھی راستے میں آتے ہوئے مجھے ایک کارکن کی طرف سے جس کے سپرد سالانہ جلسہ کا انتظام ہے۔ ایک رقعہ ملا ہے۔ جس میں لکھا ہے چونکہ وقت بہت گذر گیا ہے۔ اور اس سال بعض وجوہ سے سالانہ جلسہ کی تحریک کے لئے موقعہ نہیں ملا۔ اسلئے آپ خطبہ جمعہ میں اس کے لئے تحریک کریں۔ تا کہ کام جلد شروع ہو جائے۔ اور تمام سامان وقت پر جمع کیا جا سکے۔ پس میں نے اس کو ضروری سمجھ کر آج پھر مضمون بدل ڈالا ہے۔ چونکہ جلسہ کا موقع نہایت ہی قریب آ گیا ہے۔ اور اتنے عرصہ میں سامان کا جمع کرنا بھی ناممکن اور مشکل ہے۔ اور یہاں ابھی روپے کا ہی سوال درپیش ہے۔ اس لئے میں بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اس کے متعلق میں دوستوں کو تحریک کروں۔ کیونکہ آج اگر کوئی تحریک مقدم ہے تو سالانہ جلسہ کی تحریک ہے۔ اس لئے میں آج اسی تحریک کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جو اس وقت دوسری سب تحریکوں سے مقدم ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے سالانہ جلسہ کی بنیاد ڈالی

جلسہ سالانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقرر کردہ ہے۔ اور آپؑ نے نہایت ہی زور سے اس میں شامل ہونے کی تاکید فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام متواتر اور بار بار توجہ دلایا کرتے تھے۔ کہ اس میں تمام احمدیوں کو آنا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں آنے سے بہت سے روحانی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ حضرت صاحب کی اس توجہ دلانے کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ ہمارے جلسہ میں کثرت سے لوگ آتے ہیں۔

ہمارے جلسہ اور دوسرے جلسوں میں فرق

پس جو کثرت لوگوں کی ہمارے جلسہ میں ہوتی ہے۔ وہ دوسرے لوگوں کے باقاعدہ جلسوں میں نہیں ہوتی۔ البتہ میلوں وغیرہ میں ہو جاتی ہے۔ یا پیروں کے عرس پر ہوتی ہے۔ مگر عرس بھی تو میلے ہی ہیں کیونکہ وہاں وعظ و نصیحت نہیں ہوتی۔ بلکہ میلوں کی طرح وہاں بھی راگ رنگ اور ناچ گانا ہوتا ہے۔ جسے لوگ سن کر واپس چلے جاتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر لوگوں کی کثرت ہو جاتی ہے لیکن کسی باقاعدہ جلسہ میں لوگوں کی اس قدر کثرت نہیں ہوتی جس قدر خدا کے فضل سے ہمارے جلسہ پر ہو جاتی ہے۔

ان میلوں اور عرسوں پر نسبتاً زیادہ لوگ آتے ہیں۔ مگر کثرت انہیں لوگوں کی ہوتی ہے۔ جو قریب کے ہوتے ہیں۔ لیکن برخلاف اس کے ہمارے جلسہ میں دور دور کے علاقوں سے لوگ آتے ہیں۔ اور اس کثرت سے آتے ہیں۔ کہ ان کی تعداد نو دس ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ اور اگر نزدیک کے لوگوں کو بھی شامل کر دیا جائے۔ تو جلسہ کی حاضری بارہ بلکہ چودہ ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ اور اگر قادیان کے رہنے والے لوگوں کو بھی شامل کر لیا جائے۔ تو تعداد اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

پس جس کثرت کے ساتھ ہمارے جلسہ پر لوگ آتے ہیں۔ وہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور ایسی کامیابی ہے کہ جس کا مقابلہ کوئی اور جلسہ نہیں کر سکتا۔ حتّٰی کہ اگر بعض جلسوں کی استثناء کر دی جائے تو کانگرس کے جلسہ بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کانگرس کے جلسوں میں لوگ کثرت سے جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی ان میں جانے والوں کی تعداد اس حد تک نہیں پہنچتی جس حد تک ہمارے جلسوں میں پہنچ جاتی ہے۔ ہمارے جلسہ کی کثرت اس توجہ کا نتیجہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلسہ کی طرف تھی۔ حضرت صاحب نے اس جلسہ کی بنیاد رکھی اور بار بار لوگوں کو اس میں آنے کے لئے توجہ دلائی اور دعائیں بھی کیں۔ آخر یہ جلسہ بارونق ہوا۔ اور ہر سال اس کی رونق بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

آدمیوں کی کثرت اخراجات کی کثرت کو مستلزم ہے

مگر آدمیوں کی کثرت کیساتھ اخراجات کی کثرت لازم ہے جوں جوں جلسہ پر آنیوالوں کی تعداد بڑھتی چلی جائے گی۔ اخراجات میں بھی زیادتی ہوتی چلی جائے گی۔ اور یہ سب خرچ جماعت ہی نے اٹھانا ہے۔ اگر جماعت اس کی طرف سے سستی کرے۔ تو پھر ان اخراجات کے پورا کرنے میں کئی طرح کی مشکلات پیش آ سکتی ہیں۔ پس جیسے جیسے ان لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جائے جو جلسہ پر آتے ہیں ویسے ویسے جماعت کو بھی جلسہ کے زیادہ اخراجات برداشت کرنے کے لئے تیار ہونا چاہیئے۔ اور زیادہ سے زیادہ ایثار کے لئے آمادگی پیدا کرنی چاہیئے۔ آدمی اگر زیادہ آنے شروع ہو جائیں۔ اور جماعت کے لوگ اس طرف توجہ کرنا چھوڑ دیں۔ اور بجائے قربانیوں میں ترقی کرنے کے کمی پیدا کر لیں۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ آنے والوں کو تکلیف پہنچے گی۔ اور پھر جلسہ پر آنے والے کم ہو جائیں گے۔ جس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ ہم کام کی اس بنیاد کو اکھیڑنے والے ہونگے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنے ہاتھوں رکھی۔ اور اگر خدانخواستہ ایسا ہو۔ تو وہ دن ہمارے لئے سخت افسوس کا دن ہوگا۔ جب کہ ہماری وجہ سے لوگ جلسہ میں آنا چھوڑ دیں۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جلسہ پر آنے والوں کی کثرت کو دیکھ کر اور اخراجات کے اضافہ سے آگاہ ہو کر اپنی قربانیوں کو بھی بڑھائیں۔ کیونکہ آنے والوں کی کثرت کے ساتھ ساتھ اخراجات میں بھی کثرت ہو رہی ہے۔

یہ مشکل ہے۔ کہ دوسرے صیغوں سے لے کر ادھر خرچ کر لیا جائے۔ اوّل تو دوسرے صیغوں میں اتنی گنجائش نہیں۔ کہ ان سے روپیہ نکال کر جلسہ پر خرچ کیا جائے۔ لیکن اگر ایسا کر بھی لیا جائے۔ تو کارکنوں کو بھی تکلیف پہنچیگی۔ اور دوسرے کاموں میں بھی حرج واقع ہوگا۔ کارکنوں کا تو یہ حال ہے۔ کہ ان کو دو دو تین تین ماہ کی پہلے ہی تنخواہیں نہیں ملیں۔ اور اب اگر یہ کیا جائے۔ کہ بعض دوسرے صیغوں سے روپیہ نکال کر جلسہ پر خرچ کر لیا جائے۔ تو اس سے دوسرے کاموں کا بھی نقصان ہوگا۔ اور کارکنوں کو چار چار ماہ کی تنخواہیں نہ مل سکیں گی۔ اسلئے یہ ضروری ہے۔ کہ جلسہ کا بار جلسہ پر ہی پڑے۔ تاکہ دوسرے کاموں کو نقصان نہ پہنچے۔ پس میں آج دوستوں کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ وہ جلسہ کے اخراجات بہت جلد مہیا کر دیں۔

تلاوت کردہ آیت

میں نے ابھی جو آیت پڑھی ہے۔ وہ اپنے مضمون میں اسقدر صاف اسقدر واضح اور اس قدر روشن ہے۔ کہ ادنےٰ سے تامل سے بھی ایک شخص اس کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے۔ اس آیت کا مطلب بالکل روشن ہے۔ اس میں "برّ" کو پانے کیلئے یعنی نیکی حاصل کرنے کیلئے ان چیزوں کی قربانی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ جو سب سے زیادہ پیاری ہوں۔ اور ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

پس میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ایک شخص جو بِر کو پانا چاہتا ہے۔ ایک ایسے دینی کام کے لئے جس کی ضرورت ہر طرح مسلم ہو۔ کس طرح مالی خرچ کرنے سے ہاتھ کھینچ سکتا ہے۔ اور کیونکر گوارا کر سکتا ہے۔ کہ وہ اپنی پیاری شے کو اس کے لئے قربان نہ کر دے ؛

بِر کیا ہے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لن تنالوا البر حتّٰی تنفقوا مما تحبون۔ تم اپنا ایک مقصد بیان کرتے ہو۔ اور اس کے حصول کے لئے کوشش کرتے ہو۔ نماز پڑھتے ہو۔ زکوٰۃ دیتے ہو۔ صدقہ و خیرات کرتے ہو۔ حج کرتے ہو۔ روزہ رکھتے ہو۔ جہاد کرتے ہو۔ لوگوں کے ساتھ اخلاق فاضلہ سے پیش آتے ہو۔ اور اس کے سوا اور ذرائع سے بھی ایک مقصد حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتے ہو۔ وہ مقصد کیا ہے ؟ وہ "بِر" ہے "بِر" نیکی کے اس مقام کو کہتے ہیں۔ کہ جہاں سے گرنے کا خطرہ نہ رہے۔ گویا اس مقام پر پہنچ کر ایک شخص چاروں طرف نیکی کے اندر گھر جاتا ہے۔ اور پھر اسے گرنے کا خوف نہیں ہوتا دیکھو اگر کوئی شخص سیڑھی کے نچلے درجہ پر ہو۔ تو اس کے گرنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر ایسی جگہ ہو۔ کہ اس کے آگے بھی آدمی کھڑے ہوں۔ اور پیچھے بھی۔ تو وہ نہیں گر سکتا۔ کیونکہ پچھلے آدمی اسے سہارا دیئے کھڑے ہوتے ہیں ؛

بِر کو پانے کا ذریعہ

پس "بِر" اس مقام نیکی کو کہتے ہیں۔ جو وسیع ہے اور جس میں گرنے کا خوف نہیں ہوتا۔ جو بار ہوتا ہے۔ اس کے دائیں بائیں آگے پیچھے۔ نیچے اوپر نیکیاں ہی نیکیاں ہوتی ہیں۔ اور وہ نیکیوں میں پورے طور پر گھرا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا گرنا ناممکن اور محال ہو جاتا ہے۔ لن تنالوا البر میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اس مقام پر پہنچنے کے لئے جس میں کثیر حصہ نیکی کا مل جاتا ہے۔ اور ایک شخص کے تباہ ہونے کا خدشہ نہیں رہتا قربانی کی بھی ضرورت ہے۔ کیونکہ ایسا مقام جس پر پہنچ کر ایک شخص بالکل محفوظ ہو جاتا ہے۔ یونہی نہیں مل جاتا۔ بلکہ اس کے لئے بعض ایسی چیزوں کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ جن سے اسے پیار ہوتا ہے۔ اور وہ انہیں اپنے سے جدا کرنا نہیں چاہتا۔ حتّٰی تنفقوا مما تحبون میں خدا تعالےٰ نے یہ فرمایا ہے۔ کہ وہ قربانی جو "بِر" کے پانے کے لئے تمہیں کرنی چاہیئے۔ یہ ہے کہ محبت والی چیزوں کو قربان کر دو۔ اور جن چیزوں کے ساتھ تمہیں پیار ہو۔ انہیں خدا کی رضاء کے لئے اس کے ہی راہ میں خرچ کر ڈالو۔ اگر تم ایسا کرو گے۔ تو "بِر" کو پا لو گے۔ کیونکہ "بِر" کے پانے کا یہی ایک ذریعہ ہے کہ اپنی پیاری چیزوں اور محبت والی اشیاء کو قربان کر دو ؛

خدا کی محبت سب سے آخری محبت ہے

کیا عجیب بات ہے۔ کہ خدا کی محبت کے حصول کے لئے جو "بِر" کا اصل مقصد ہے۔ ایسی قربانی طلب کی گئی ہے جو خدا کی محبت کو جذب کرنے والی ہے۔ مگر باوجود اس کے اس کا درجہ سب سے آخیر پر ہے۔ انسان کی خدا کے ساتھ محبت یہی ہے۔ کہ وہ خدا کے قریب ہو جائے۔ مگر یہ محبت پیدا ہوتے ہی بچہ میں نہیں پیدا ہو جاتی۔ بلکہ بڑے ہو کر اس کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ اور مختلف محبتوں کے بعد اس کے دل میں یہ محبت پیدا ہوتی ہے ؛

ہر چیز میں محبت

غور کر کے دیکھو تو دنیا کی ہر چیز میں محبت رکھی گئی ہے۔ ایک انسان اگر کہیں کھڑا ہو کر غور کرے۔ تو اسے معلوم ہو۔ اس کے دائیں جو چیزیں ہیں ان میں بھی محبت رکھی گئی ہے۔ اور اس کے بائیں جو چیزیں ہیں۔ ان میں بھی محبت رکھی گئی ہے۔ اس کے آگے جو چیزیں ہیں۔ ان میں بھی محبت رکھی گئی ہے۔ اور اس کے پیچھے جو چیزیں ہیں۔ ان میں بھی محبت رکھی گئی ہے۔ اور خود اس کی پرورش میں محبت رکھی گئی ہے۔ پھر نیچر کے ہر ذرہ میں محبت رکھی گئی ہے ؛

پھر حیوانوں میں بھی محبت ہے۔ جمادات میں بھی محبت ہے۔ نباتات میں بھی محبت ہے۔ غرض ہر چیز میں محبت ہے۔ اور ایک انسان خدا کی محبت سے پہلے اور بہت سی چیزوں سے محبت کرتا ہے۔ دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں۔ جن سے وہ پیدا ہوتے ہی محبت کرتا ہے۔ مگر خدا کی محبت اس کے اندر اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب وہ شعور پاتا ہے ؛

ہر چیز میں محبت کی غرض

نیچر میں جو محبت ہے۔ حیوانات میں جو محبت ہے۔ نباتات میں جو محبت ہے۔ جمادات میں جو محبت ہے۔ اور اور چیزوں میں جو محبت ہے۔ ان سب کی غرض صرف یہی ہے۔ کہ انسان میں وہ محبت قائم رہے۔ جو خدا تعالےٰ کی ذات کے لئے شروع سے ہی اس کے اندر بطور بیج رکھی گئی ہے۔ یہ چیزیں چونکہ انسان کے لئے غذا بہم پہنچاتی ہیں۔ اور دنیا میں آنے کے بعد انسان نے ان سے غذائیں لینی ہوتی ہیں۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے ان میں بھی محبت رکھ دی۔ تاکہ انسان کے دل میں جو محبت رکھی گئی ہے ایسی غذائیں کھانے سے اس کی نشو و نما بھی ہوتی جائے اگر ان چیزوں میں محبت نہ ہوتی۔ تو انسان اپنی پہلی محبت کو ضائع کر لیتا۔ پس ان سب چیزوں میں جو محبت رکھی گئی ہے۔ وہ اس لئے ہے کہ انسان کی غذائیں بھی محبت سے ہوں۔ اور خدا تعالےٰ کی محبت کا وہ بیج جو ایک انسان کے قلب میں رکھا گیا ہے نشو و نما پاتا چلا جائے۔ پس لن تنالوا البر میں جس "بِر" کا ذکر ہے اس "بِر" کے مقام تک نہیں پہنچ سکتے جب تک خدا کے ساتھ محبت کرنے کے لئے ان چیزوں کو کہ جن کے ساتھ محبت کرتے ہو قربان نہ کر دی جائیں ؛

پہلی۔ دوسری اور تیسری محبت

انسان کے لئے سب سے پہلی محبت تو اپنے نفس کی ہی محبت ہے۔ جس کی خاطر پیدا ہوتے ہی وہ غذا کے لئے تڑپتا ہے۔ اسے اس وقت اور کسی بات کی ہوش نہیں ہوتی۔ وہ ماں باپ تک کو نہیں جانتا۔ لیکن غذا مانگتا ہے۔ جو کہ اس کی زندگی کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ اور یہ اس کی اس محبت کا ثبوت ہوتا ہے۔ جو اسے اپنی ذات سے ہوتی ہے۔

پھر دوسری محبت بچہ کو ماں سے پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ اس سے اسے غذا ملتی ہے۔ اور جوں جوں اسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سے مجھے غذا ملتی ہے۔ توں توں وہ ماں سے زیادہ محبت کرتا جاتا ہے۔

پھر تیسری محبت باپ سے ہوتی ہے۔ جیسے جیسے بچہ کو سمجھ آتی ہے کہ میرا باپ میری ماں کی زندگی کے قیام کا مددگار ہے۔ وہ کماتا ہے۔ اور وہ کھاتی ہے اور کپڑے پہنتی تو وہ اس سے بھی محبت کرنے لگتا ہے۔ اس وقت بچہ یہ نہیں جانتا کہ میری پیدائش میں بھی اس کا دخل ہے۔ لیکن وہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ پھر اسی طرح اور چیزوں سے بھی محبت کرتا ہے۔ اور پھر جب عمر بڑھتی جاتی ہے۔ اور وہ جوان بالغ باشعور ہوتا ہے۔ تب جا کر اللہ تعالےٰ کی محبت اس کے اندر بڑھنے لگتی ہے ؛

چھوٹے پودے کے لئے بڑے درخت کاٹنا

مگر خدا تعالےٰ کی محبت سے پہلے جو محبتیں انسان کے اندر پیدا ہوتی ہیں۔ وہ جب تک خدا تعالےٰ کی محبت کے لئے کاٹی نہ جائیں۔ تب تک خدا کی محبت بڑھ نہیں سکتی۔ اور جب تک یہ محبتیں جو ایک درخت کی مانند انسان کے اندر ہو جاتی ہیں۔ قربان نہ کر دی جائیں۔ تب تک خدا تعالےٰ کی وہ محبت جو ابھی ایک ننھے سے پودے کی طرح ہوتی ہے بڑھتی نہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ یہ محبتیں بھی انسان قربان نہ کرے۔ اور خدا تعالےٰ کی محبت صادق بھی اس کے اندر ہو۔ دیکھو ایک چھوٹا پودہ اگر سایہ دار درختوں کے نیچے ہو۔ تو وہ بڑھتا نہیں۔ بلکہ اس سایہ کے نیچے خشک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بڑے درخت زمین سے اس قدر غذا لے لیتے ہیں۔ کہ چھوٹا پودا کچھ نہیں لے سکتا۔ چھوٹے پودے میں چونکہ ابھی اتنی قوت جاذبہ پیدا نہیں ہوئی ہوتی۔ اس لئے وہ زمین سے غذا نہیں لے سکتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ خشک ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے دو ہی صورتیں ہوتی ہیں۔ بڑے درختوں میں سے بعض کی شاخیں کاٹی چھانٹی جائیں۔ تاکہ سورج کی روشنی چھوٹے پودے تک بھی پہنچ سکے۔ اور بعض درختوں کو اکھیڑ دیا جائے۔ تاکہ وہ پودہ جس کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ زمین سے غذا پا سکے اگر بڑے بڑے درخت کاٹے چھانٹے نہ جائیں۔ اور اگر ان میں سے بعض درختوں کو اکھیڑا نہ جائے۔ تو وہ پودا جو ابھی چھوٹا ہوتا ہے۔ بڑھ نہیں سکتا۔ بلکہ مرجھا جاتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کی محبت ہے۔ اور یہ محبت ایک انسان میں جب کہ وہ باشعور

ہو جاتا ہے۔ ایک پودے کی مانند ہوتی ہے۔ اس لئے جب تک وہ محبتیں جو ایک درخت کی مانند انسان کے اندر جگہ پکڑ چکی ہیں کاٹی چھانٹی نہ جائیں۔ اور اکھیڑ کے پرے نہ پھینک دی جائیں تب تک خدا کی محبت پورا پورا نشوونما نہیں پا سکتی۔ پس جس طرح ایک مالی ایک ضروری پودے کے لئے اگر اس کو ضرورت پڑے۔ تو دس بیس درختوں کو اکھیڑ دیتا ہے۔ اسی طرح خدا کی محبت کے ضروری پودے کے لئے دوسری محبتوں میں سے جن کے قربان کرنے کی ضرورت ہو۔ قربان کی جائیں۔ تو خدا تعالےٰ کی محبت بڑھ سکتی ہے اور لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون میں خدا تعالےٰ یہی فرماتا ہے۔ کہ جب تک محبت والی چیزوں کو قربان نہ کرو گے اور وہ مال جو اس راستے میں روک ہو خدا کے راستے میں نہ دو گے "بر" نہیں پا سکتے۔ اور اس مقام پر نہیں پہنچ سکتے جس پر پہنچ کر پھر گرنے کا خطرہ نہیں ہوتا ؎

کس مال کی قربانی کی ضرورت ہے

وہ کونسی محبت والی چیزیں ہیں۔ جن کو قربان کرنا چاہئیے۔ وہ وہی ہیں جو دین کے راستہ میں روک ہوں اور ان میں سب سے بڑھ کر مال ہے جو سب سے زیادہ روک ڈالتا ہے۔ پس وہ مال جو دین کے کام نہیں آتا اسی کی قربانی کی ضرورت ہے۔ جس طرح باغبان ان درختوں کو کاٹ دیتے ہیں جو ایک ضروری پودے کے نشوونما میں روک ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ مال بھی جو دین کے کام نہیں آتا اور خدا کی محبت کو دلوں میں پیدا نہیں ہونے دیتا۔ خدا کی محبت کے پودے کے نشوونما کے لئے قربان کرنا چاہئیے۔ پس ایسا مال جو دین کے رستے اور خدا کی محبت پیدا کرنے اور بڑھانے میں روک ہے خرچ کرنے کے قابل ہے۔ اور اسی کی قربانی کی ضرورت ہے۔ یہ مال اسی لئے روک ہوتا ہے۔ کہ انسان کو پیارا ہوتا ہے۔ اور وہ نہیں چاہتا کہ اسے خرچ کرے مگر خدا تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ اسی کو خرچ کیا جائے۔ کیونکہ اس کے بغیر "بر" نہیں پا سکتے۔ پس اگر وہ مال جو تمہارے پاس ہے۔ اس میں سے دین کے کام بھی آتا ہے اور خدا کی راہ میں بھی خرچ ہوتا ہے۔ تو پھر تمہارے لئے حلال اور طیب ہے۔ اور تمہارے لئے فائدہ بخش ہے۔ لیکن اگر دین کے کام نہیں آتا اور خدا کی محبت کے راستہ میں روک ہو رہا ہے۔ تو پھر تمہارے لئے فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔ مما تحبون میں اللہ تعالےٰ نے یہ فرما دیا ہے۔ کہ ایسے مال کی اس حد تک قربانی کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ جس حد تک وہ دین کے کام نہیں آتا۔ اور اس کی راہ میں روک ہے ؎

دینی ضرورت کے لئے چوکس رہنا

پس دینی ضروریات پر چوکس رہنا فرض ہے کیونکہ اگر ان کی طرف سے غفلت کی جائے تو انسان کے دل میں خدا کی محبت نہیں پیدا ہو سکتی۔ اور اگر کوئی شخص ان ضرورتوں کو دیکھکر بھی ان کے پورا کرنے کے لئے کوشش نہیں کرتا۔ تو وہ خدا کی محبت کے پودہ کی حفاظت نہیں کرتا۔ جو اس کے اندر ہے اور اسے اپنے ہاتھ سے ضائع کرتا ہے۔ اور ایسا شخص خود بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور جس اس کے لئے وہ اس پودے کی حفاظت سے غافل ہو جاتا ہے۔ اور مال کو دین کے کام میں خرچ کرنے سے رکتا ہے وہ مال اس کے لئے وبال جان ہو جاتا ہے۔

خدا کی محبت کس طرح پیدا ہو سکتی ہے

ایسے شخص کا دل خدا تعالےٰ کی محبت سے خالی رہتا ہے نہ دین کے کاموں کے ساتھ اسے محبت رہتی ہے اور نہ ہی خدا کی راہ میں اپنی پیاری چیزوں کو قربان کرنے کی توفیق پاتا ہے۔ پس ایسے شخص کا کوئی حق نہیں کہ وہ کہے۔ کہ خدا کی محبت اس کے دل میں پیدا نہیں ہوتی۔ خدا کی محبت پیدا کیونکر ہو جب کہ وہ ان کاموں کو کرتا ہی نہیں۔ جو خدا کی محبت کو پیدا کرنے والے ہیں۔ وہ اپنی پیاری چیزوں کو قربان نہیں کرتا۔ وہ اپنے مال کو دین کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔ وہ ان مختلف محبتوں کو قطع نہیں کرتا۔ جو اس محبت کی حفاظت اور قیام کے لئے جو خدا کی محبت کہلاتی ہے۔ اس میں پیدا کی گئی تھیں۔ وہ ان بڑے بڑے درختوں کو اکھیڑتا نہیں۔ جو دوسری چیزوں کی محبتوں کے اس کے اندر پیدا ہو گئے۔ اور اس پودے کی حفاظت اور نشوونما کے لئے کوئی کوشش نہیں کرتا۔ جو خدا کی محبت کا پودا ہوتا ہے۔ پھر خدا کی محبت پیدا ہو تو کس طرح ہو۔ خدا کی محبت اس طرح پیدا نہیں ہوتی کہ انسان اپنی پیاری اور محبوب چیزوں کو قربان نہ کرے۔ بلکہ اس طرح پیدا ہوتی ہے۔ کہ اس ایک محبت کے لئے وہ سب کچھ ترک کر دے۔ اس کے لئے جن محبتوں کو نکالنے کی ضرورت ہو ان کو دل سے نکال دے اور جن پیاری چیزوں کو دین کی راہ میں خرچ کرنے کی ضرورت ہو۔ انہیں خرچ کر دے ؎

ایسے لوگ شکایت تو کرتے ہیں۔ کہ خدا کی محبت ان میں پیدا نہیں ہوتی مگر ان کی شکایت بالکل بے جا ہوتی ہے کیونکہ وہ ان باتوں پر عمل نہیں کرتے جو محبت پیدا کرنے والی ہیں۔ اور شکایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کی محبت پیدا نہیں ہوتی ان کی شکایت درست تب ہو۔ جب وہ ان کاموں کو کریں جو محبت الٰہی پیدا کرنے والے ہیں اور پھر خدا کی محبت ان میں پیدا نہ ہو ؎ ایسے آدمی بھی ہیں جو خدا کی محبت کے متلاشی ہیں اور جو اس "بر" کو پانا چاہتے ہیں۔ جس پر پہنچ کر ایک انسان نیکیوں ہی نیکیوں میں گھر جاتا ہے۔ میں ایسے لوگوں کو مخاطب کرتا ہوں۔ کہ خدا کی محبت کو پانے اور مقام "بر" تک پہنچنے کے واسطے تمہارے لئے ایک ہی راستہ ہے۔ کہ تم ہر اس چیز کو جو خدا کی محبت کے رستہ میں روک ہوتی ہو راہ سے کاٹ دو۔ اور اس مال کو جو اپنی محبت کے سبب خدا کی محبت سے دور کھینچتا ہے قربان کر دو۔ اگر تم ایسا کر سکو۔ تو پھر تمہارے "بر" حاصل کرنے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا ؎

ہماری جماعت میں ہر جگہ ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو مال کو قربان کر کے خدا کی محبت کو پاتے اور مقام "بر" تک پہنچنے کے لئے تڑپ رکھتے ہیں۔ پس میں ان کو تاکید کرتا ہوں۔ کہ وہ کارکنوں کی مدد ایسے طور پر کریں۔ کہ نومبر کے اندر ہی اندر جلسہ کا تمام ضروری سامان مہیا ہو جائے اور دیر نہ لگے کیونکہ دیر لگنے کی صورت میں تکلیف کے سوا نقصان بھی ہے ؎

اہل قادیان میزبان ہیں

جہاں میں باہر کی جماعتوں کو یہ تاکید کرتا ہوں۔ کہ وہ جلد از جلد جلسے کے لئے ضروری چیزیں بہم پہنچائیں وہاں میں قادیان کی جماعت سے بھی کہتا ہوں کہ وہ بھی اپنے فرض کو پہچانے۔ اس کی حیثیت ایک میزبان کی ہے۔ اور میزبان مہمان کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ پس تم بھی مہمانوں کے لئے وہ سب کچھ کرو۔ جو ان کی مہمانی کے لئے ضروری ہے۔ اور یہ بات بھول نہ جاؤ۔ کہ اہل قادیان کے ذمہ باہر کے لوگوں کی مہمان نوازی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت باہر سے آنے والوں کی مہمان نوازی مدینہ کے لوگوں کے ذمہ ہوتی تھی۔ اب قادیان والوں کے ذمہ ہے۔ اور درحقیقت جلسہ سالانہ کا خرچ قادیان میں رہنے والوں کے ذمہ ہے۔ لیکن اس بات کو دیکھ کر کہ قادیان کی جماعت ابھی کمزور ہے۔ یہ بوجھ دوسروں پر ڈالا جاتا ہے۔ ورنہ سنت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر یہ کہنا چاہئیے۔ کہ یہ کام قادیان والوں کا ہی ہے۔ اور قادیان والوں کو ہی کرنا چاہئیے۔ پس سب سے زیادہ قادیان والوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئیے ؎

اندازہ خرچ

تقریباً پندرہ ہزار روپے کے خرچ کا جلسہ سالانہ کے لئے اندازہ لگایا گیا ہے۔ مگر میرے نزدیک سولہ ہزار سے بھی زائد خرچ ہو گا۔ اندازے عموماً غلط ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں کمی بیشی کی ضرورت پیدا ہو جاتی ہے سو اگرچہ میرا خیال تو یہ ہے کہ اس اندازہ سے زیادہ روپیہ خرچ ہو گا۔ مگر پھر بھی میں اسے سولہ ہزار ہی سمجھ لیتا ہوں ؎

قادیان والے آٹا دیں

پس اس سولہ ہزار میں سے کم از کم چار ہزار قادیان والوں کو دینا چاہئیے۔ اور چار ہزار روپیہ آٹے کی قیمت کا اندازہ ہے۔ قادیان والوں کو چاہئیے کہ آٹا بہم پہنچا کر ضیافت کا فرض ادا کریں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے دراصل قادیان والوں کے ذمے تو یہ تھا۔ کہ وہ سب اخراجات برداشت کر کے ضیافت کا حق ادا کرتے۔ لیکن چونکہ وہ ابھی کمزور ہیں۔ اس لئے چار ہزار

اُسے کی رقم ان کے ذمے ڈالی جاتی ہے۔ اور بقیہ بارہ ہزار باہر کی جماعتوں کے لئے چھوڑا جاتا ہے۔ پس قادیان والوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے اس فرض کو پہچانیں اور ابھی باہر کی جماعتوں میں یہ تحریک پہنچنے بھی نہ پائے۔ کہ وہ اس رقم کو فراہم کر دیں ؛

رسول کریم صلعم کے عہد کا ایک واقعہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کا ایک واقعہ حدیثوں میں بیان ہوا ہے۔ ایک دفعہ بہت سے مہمان آپؐ کے پاس آئے۔ چونکہ آپؐ کے پاس ان کی مہمان نوازی کے لئے کافی سامان نہ تھا۔ اس لئے آپؐ نے اعلان فرمایا۔ کون لوگ ہیں جو ان کو اپنے اپنے گھروں میں لے جائیں۔ اس پر بہت سے لوگ مہمانوں کو اپنے گھروں میں لے گئے۔ ان میں سے ایک ایسا صحابی بھی تھا۔ جو بہت غریب تھا۔ وہ بھی ایک مہمان کو لے گیا۔ لیکن جب وہ گھر پہنچا تو بیوی سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ صرف دو روٹیاں ہیں اور کچھ نہیں۔ اور بچے بھوکے ہیں۔ اس پر اس نے کہا۔ کسی طرح بچوں کو سلا دو۔ تاکہ روٹی نہ مانگیں اور یہی روٹیاں مہمان کے آگے رکھ دیں گے بچے تو بھوکے ہی سلا دیئے گئے۔ مگر پھر اسے خیال آیا۔ کہ مہمان کہے گا تم بھی میرے ساتھ کھاؤ۔ اس پر بیوی سے کہا۔ جب کھانا کھانے لگو۔ تو مجھے کہنا چراغ اونچا کرو۔ میں بتی اونچی کرتے ہوئے اسے بجھا دونگا۔ اور پھر کہیں گے جلانے کا سامان نہیں ہے۔ اس لئے مجبوری ہے۔ اس زمانہ میں دیا سلائی نہیں ہوتی تھی اور لوگ آگ وغیرہ سلگا کر چراغ روشن کیا کرتے تھے۔ جب کھانا رکھا گیا۔ تو مہمان نے کہا۔ آؤ تم بھی کھاؤ۔ اس پر چراغ بجھا دیا گیا۔ اور وہ ساتھ بیٹھ کر یونہی منہ ہلانے لگے۔ اور مہمان نے دونوں روٹیاں کھا لیں ؛

صبح جب وہ شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ تو آپؐ رات کے واقعہ کا ذکر کر کے ہنسے اور فرمایا تمہیں معلوم ہے۔ کہ میں کیوں ہنسا؟ مجھے خدا تعالے نے یہ سارا واقعہ بتایا۔ اور خدا بھی اس پر ہنسا۔ خدا کا ہنسنا اس کی خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ چونکہ خدا اس پر ہنسا اس لئے میں بھی ہنستا ہوں ؛

واقعہ مذکورہ کو مدنظر رکھکر مہمانی میں لگ جاؤ

تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مہمان نوازی کیلئے اس حد تک کوشش کی جاتی تھی۔ اسے مدنظر رکھ کر جلسہ سالانہ پر آنے والوں کی مہمانی کے لئے تم بھی تیار ہو جاؤ۔ قادیان اور گرد و نواح کے لوگوں کو جلسہ کا خرچ ادا کرنا چاہیئے۔ گو ابھی یہ حالت نہیں پہنچی۔ مگر اس کی امید رکھنی چاہیئے۔ انشاء اللہ تعالےٰ وہ دن آ جائیں گے۔ کہ قادیان اور اس کے قرب و جوار کے لوگ اس خرچ کو برداشت کرسکیں گے ؛

جماعت مالی قربانی میں بڑھ رہی ہے

یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ جماعت دن بدن مالی قربانی میں ترقی کر رہی ہے۔ ایک وقت تھا۔ جب آمدنی پر ایک پیسہ فی روپیہ دینا بھی بڑی بات سمجھی جاتی تھی۔ مگر یہ ابتدائی حالت تھی۔ پھر دو پیسے فی روپیہ چندہ رکھا گیا۔ پھر ایک آنہ فی روپیہ اور اب یہ تحریک ہو رہی ہے۔ کہ اس سے بھی بڑھایا جائے۔ کیونکہ بجٹ پورا نہیں ہوتا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ جماعت مالی قربانیاں کرنے میں ترقی کر رہی ہے اب تو خدا کے فضل سے ایک حصہ ایسا بھی جماعت کا ہے۔ جو بہت بڑھ چڑھ کر قربانیاں کر رہا ہے ؛ صحابہ کرام مالی اور جانی دونوں قسم کی قربانیاں کرتے تھے۔ اور قربانیاں کرتے ہوئے ایک لذت اور سرور محسوس کیا کرتے تھے۔ یہی حال ہمارا ابھی ہونا چاہیئے۔ ہم قربانیاں کریں۔ لیکن دل میں تنگی اور پریشانی پیدا نہ ہو۔ بلکہ ایک قربانی کے بعد دوسری قربانی کے لئے حرص پیدا ہو۔ اور ہر قربانی آئندہ کی قربانیوں پر آمادہ کرنے والی ہو۔ نہ یہ کہ ایک دفعہ کوئی قربانی کی۔ اور پھر رک گئے۔ ایسی قربانی کوئی قربانی نہیں۔ قربانی وہی ہے۔ جس سے آئندہ کے لئے تحریک پیدا ہو۔ پس میں جہاں باہر کی جماعتوں کو تاکید کرتا ہوں۔ کہ وہ قربانیاں کرنے میں صحابہ کا نمونہ دکھائیں۔ وہاں میں قادیان والوں کو بھی کہتا ہوں کہ وہ بھی باہر والوں کے لئے نمونہ بننے کی کوشش کریں۔ اور اخراجات جلسہ میں کم از کم پچیس ۲۵ فیصدی کے حساب سے حصہ لیں۔ قادیان والوں کی حیثیت چونکہ میزبان کی ہے۔ اس لئے میں انہیں یہ کہہ رہا ہوں۔ اگر اس تحریک کے ہوتے ہی سب لوگ اپنا اپنا چندہ ادا کر دیں۔ تو ایک مہینے کے اندر اندر سب سامان ہم پہنچ سکتے ہیں۔ اور جلسے کے کارکن جلسے کا انتظام جلد اور سہولت کیساتھ عمدہ طریق پر کر سکتے ہیں ؛

باہر کے لوگوں کے لئے تو میں یہ پسند کرتا ہوں۔ کہ ان میں سے جو ذی ثروت ہیں۔ وہ اخراجات جلسہ میں حصہ لیں۔ مگر قادیان کے لوگوں سے میں یہ کہتا ہوں۔ کہ چونکہ وہ میزبان ہیں اور میزبان پر بہ نسبت مہمان کے زیادہ حقوق ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں چاہیئے۔ کہ سب کے سب مہمان نوازی میں شریک ہوں۔ اور نہ صرف خود بلکہ اپنے بچوں اور اپنی عورتوں کو بھی اس میں شامل کریں تاکہ وہ سب میزبان بنیں۔ چندہ میں بھی ان کو شامل کریں۔ اور مہمانوں کی خدمت کرنے میں بھی اور ان میں سے کوئی باہر نہ رہے۔ بلکہ قادیان کا ہر فرد اس میں شامل ہو۔ پس میں پھر کہتا ہوں۔ کہ قادیان کے دوست چار ہزار روپیہ جو اُنکے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ جلدی ادا کر دیں۔ تاکہ میزبانی کی حیثیت کو قائم رکھ سکیں ؛

دعا

میں اس دعا کے ساتھ یہ خطبہ ختم کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ ہمارے ایمانوں میں ترقی دے۔ اللہ کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا ہو۔ اور قائم رہے۔ اس کی محبت کے سامنے کوئی محبت باقی نہ رہے۔ اور اس کی محبت میں کوئی کمی نہ پیدا ہو۔ ہم عہد بیعت کو پورا کرنے والے بنیں۔ اور جیسا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں بنانا چاہتے تھے بنیں۔ ہم ان کاموں کو جاری رکھنے والے ہوں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جاری کئے اور ان کاموں کو کرنے والے بنیں جو آپ نے بتائے اور کئے۔ ہم خائن نہ بنیں۔ کہ کہیں کچھ اور اعمال کچھ اور ہوں۔ بلکہ ہم دیانتدار بنیں۔ تاکہ جو کہیں اسی کے مطابق کریں۔ خدا تعالےٰ ہمارے کاموں میں برکت ڈالے اور ترقیات بخشے اور قربانیاں کرنے کے لئے انشراح صدر عطا فرمائے۔ آمین ؛

(منشی عبدالرحمن صاحب کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)